جلد نمبر:۱ شمارہ نمبر:۱۱ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ جون ۲۰۱۷ صفحات:۸ قیمت:۵روپیہ
Vol No.1 Issue No.11 June 2017 Pages:8 Price:5/-

گدھا (حِمار) اور قرآن

تحریر: حافظ جلال الدین القاسمی

حمار معروف حیوان ہے۔ اردو میں اسے گدھا کہا جاتا ہے۔ مادہ کو حمارۃ (گدھی) کہا جاتا ہے۔ عربی میں حمار کی جمع 'حمیر'، 'حُمُر'، اور 'احمرۃ'، آتی ہے۔ قرآن میں پانچ مقامات پر پانچ سورتوں میں اسکا ذکر آیا ہے۔ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (259) (سورۃ البقرۃ:2)

ترجمہ: یا پھر اس شخص کی مثال (قابل غور) ہے جس کا گزر ایک ایسی بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی اس نے کہا اللہ اس کو اس کے مر چکنے کے بعد کس طرح زندہ کرے گا! اس پر اللہ نے اسے موت دی اور سو سال تک اسی حالت میں رکھا پھر اسے جلا اٹھایا اور پوچھا کتنی مدت اس حال میں رہے؟ اس نے جواب دیا: ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ فرمایا نہیں بلکہ تم ایک سو سال اس حالت میں گزار چکے ہو اب اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ اس میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو (کہ بوسیدہ ہونے کے باوجود ہم اس کو کس طرح زندہ کرتے ہیں) اور تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لیے ایک نشانی بنادیں اور ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ کس طرح اس کا ڈھانچہ کھڑا کرتے ہیں پھر ان پر گوشت پوست چڑھاتے ہیں اس طرح جب اس پر حقیقت آشکارا ہو گئی تو پکار اٹھا: میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (8) (سورۃ النحل:16)
ترجمہ: اس نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہارے لیے رونق بنیں۔ اور وہ ایسی چیزیں بھی پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں۔

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (19) (سورۃ لقمان:31)
اپنی چال میں اعتدال اختیار کر، اور اپنی آواز ذرا پست رکھ، سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (5) (سورۃ الجمعۃ:62)
ان لوگوں کی مثال کہ جن پر توریت لادی گئی پھر اس کو انہوں نے اٹھایا نہیں اس گدھے کی مثال ہے جو کتابیں اٹھائے پھرتا ہے۔ کیا ہی بری مثال ہے اس قوم کی کہ جس نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں کیا کرتا۔

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ (50) (سورۃ المدثر:74)
گویا یہ بدکے ہوئے گدھے ہیں۔

سورہ البقرہ میں تو گدھے کا ذکر احیاءِ موتی (مُردوں کو زندہ کرنے) جیسے اَمرِ عظیم کے سیاق میں آیا ہے۔ اور اس آیت میں گدھے کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ یہ انبیاء و صالحین کی سواری رہی ہے جس سے ان کی تواضع اور منکسر المزاجی ظاہر ہوتی ہے۔ گدھے کی عجیب فطرت ہے کہ جب شیر کی بو سونگھ لیتا ہے تو مارے خوف کے خود کو شیر کے اوپر ڈال دیتا ہے۔ اور جب تک دس مرتبہ آواز نہ نکالے یہ رُکتا نہیں ہے۔ یہ عقل سے کام نہیں لیتا۔ تھوڑی دیر جو کام کرتا ہے اسی پر اس کا دماغ بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کام ختم ہو جانے کے بعد بھی اگر بھگایا جائے تو بھی کھڑا رہتا ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ سوّر پر اگر گدھا پیشاب کردے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ تمام جانوروں سے کئی باتوں میں یہ ممتاز ہے: اوّل اس کا خرچ کم ہے، دوّم اس سے فائدہ زیادہ ہے، سوّم سوار ہونے کے اعتبار سے آسان ہے۔ گدھے سے متعلق احادیث ملاحظہ کریں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا (مسلم كِتَاب الْعِلْمِ بَاب اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ عِنْدَ صِيَاحِ الدِّيكِ)
حضرت ابوہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو کیونکہ وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی ہینگ (آواز) سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (بُخاریؒ كِتَاب الْمَغَازِي بَاب غَزْوَةِ خَيْبَرَ)
ترجمہ: حضرت ابن عمر (رض) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ لَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ (بخاریؒ كِتَاب الْأَذَانِ بَاب إِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ)
ترجمہ: محمد بن زیاد، ابوہریرہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھالیتا ہے اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سا سر بنادے یا اللہ اس کی صورت گدھے کی سی صورت بنا دے۔ مذکورہ حدیث میں گدھے کے سر سے تشبیہ اس کی بلادت اور حماقت کی وجہ سے ہے کہ مُقتدی کو جب یہ معلوم ہے کہ امام اس وجہ سے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے تو اُس سے پہلے سر کو اُٹھانا بے عقلی کی دلیل ہے۔

ہر جمعہ میں لاکھوں مسلمان اس کا نام دہراتے ہیں جو اس بات کا اعلان ہے کہ جو عقل کا نور (علم) رکھتا ہے اور وہ مَا جَاءَ بِهِ الرسول کی تصدیق نہیں کرتا اور انسانیت کی خدمت نہیں کرتا وہ گدھا ہے۔ بلکہ وہ شخص علم ثقافت کا دعویٰ کیوں کرتا ہے جو گدھا پن نہیں چھوڑتا اور خطیبِ جمعہ کو بھی تنبیہ ہے کہ وہ صرف گُفتار کا غازی بن کر نہ رہے بلکہ کردار کا غازی بنے۔

ایک شبہے کا ازالہ ضروری ہے کہ بعض لوگ آیت وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ۔۔ الخ سے گھوڑے کی حُرمت پر استدلال کرتے ہیں لیکن یہ دُرست نہیں کیونکہ یہ سورت بالاتفاق مکی ہے اور گھوڑے کی حلّت کا حکم مَدنی ہے یعنی ہجرت سے تقریباً چھ سال بعد کا۔ اگر نبی ﷺ اس آیت سے گھوڑے کی حُرمت سمجھتے تو اس کی اجازت کبھی نہ دیتے۔ قرآن میں سورہ جمعہ میں ذِکر 'تشبیہی' حیثیت سے اس سیاق میں ہے کہ جب علم سے کام نہ لیا جائے تو اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ یہود کے ذکر میں موقع 'ذمّ' میں آیا ہے کہ جن لوگوں کو تورات دی گئی وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ انکی مثال گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور وہ انہیں سمجھتا بوجھتا خاک نہیں۔

گدھا بڑا مفید اور کام کا جانور ہے اسی لئے اسے Beast of Burden کہا جاتا ہے۔ چوپایوں میں گھوڑے کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سدھایا ہوا جانور ہوا ہے جس کو مال برداری اور

دوسرے امور جیسے رہٹ اور ہتھ گاڑی کھینچنے اور ہل وغیرہ چلانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کمہار اس پر برتن لاد کر بازار میں لاتا ہے۔ گرمی ہو یا سردی، دھوبی کے میلے کپڑوں کی گٹھڑی کا بوجھ بھی یہ ہی برداشت کرتا ہے۔ کسان گندم کی بوری دھرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی بیٹھ جاتا ہے۔ بوجھ سے بیچارے کی کمر دہری ہو جاتی ہے لیکن اف تک نہیں کرتا۔ گدھے اہل عرب کے ہاں بردباری، تحمل اور استقامت کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ اس لئے جنگجوں، بہادر انسانوں حتیٰ کہ بادشاہوں نے بھی اس کے ساتھ رشتہ جوڑا ہے۔

بقول اطبائے یونانی، گدھی کا دودھ تاثیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے اور بعض اَمراض خصوصاً دِق میں مفید مانا گیا ہے۔ طِبّی تحقیق کے مطابق اس میں پانی اور شُکر کا جُز کثرت سے ہوتا ہے۔ گدھے کے چمڑے سے جوتے بھی بنتے ہیں اور ڈھولکیں منڈھی جاتی ہیں۔ جنگلی گدھے کا گوشت ایران وغیرہ میں بہت لذیذ مانا گیا ہے۔ اس کے بچے حَمل میں پورا ایک سال کا زمانہ لیتے ہیں۔ خَرِ عیسیٰ، فارسی اَدَب میں ضرب المثَل ہے۔
گدھے کا گھوڑے کی جنس کے ساتھ ملاپ کے نتیجے میں دوغلی نسل کا جانور بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں، مادہ گھوڑی اور نر گدھے کے اخلاف کو ٹٹو کہا جاتا ہے۔ جبکہ گدھے کی مادہ، اور نر گھوڑے کے اخلاف کو خچر پکارا جاتا ہے۔ گھوڑے اور گدھے کی دوغلی نسل کا جانور زیادہ مضبوط اور زیادہ مشقت کی سہولت فراہم کرتا ہے۔

گدھا، زیبرا اور خچر/ٹٹو، گھوڑے کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں مگر یہ کئی خصوصیات میں عام گھوڑے سے مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک فرق کانوں کی بناوٹ کا ہوتا ہے۔ گدھے یا خر کے کان، عام گھوڑے کی نسبت بڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کی گردن نسبتاً سیدھی، اور جسمانی ہئیت بھی مختلف ہوتی ہے۔ کمر گھوڑے کی نسبت زیادہ سیدھی جبکہ گدھے کی دم گھوڑے کی نسبت کھردری ہوتی ہے۔ گدھے کی گردن پر بال عموماً اوپر کی جانب اگتے ہیں اور ہمیشہ سیدھے کھڑے رہتے ہیں۔
گدھے کی آواز کو سب سے بری آواز (انکر الاصوات) کیوں کہا گیا ہے؟: حضرت لقمان کی تقریر میں آیا ہے کہ بیٹا اپنی آواز میں اعتدال رکھنا کیونکہ بدترین آواز گدھے کی ہوتی ہے جو بیساختہ چیخنا شروع کر دیتا ہے اور اس کی سامعہ خراش بدآوازی ایک مُسلَّم و مُتعارف واقعہ ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل میں آیا ہے، ابن مسعود (رض) کا قول ہے: صحابہ (رض) کو یہود کے لپک کر چلنے اور عیسائیوں کی طرح رینگنے سے منع کیا جاتا۔ اور اس کے درمیان چلنے کا حکم دیا جاتا۔ ایک قول یہ ہے تم تواضع کرتے ہوئے اپنے قدموں کی جگہ پر نظر رکھو۔ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ (اور تو اپنی آواز کو پست کر) اپنی آواز کو ہلکا کر اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ (بیشک سب سے بری آواز آوازوں میں سے) سب سے زیادہ وحشت ناک لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (البتہ گدھے کی آواز ہے) کیونکہ اس کی ابتداء زفیر اور انتہاء شہیق ہے جیسا کہ جہنم والوں کی آواز ہوگی۔ سفیان ثوری کا قول ہے: ہر جانور کی چیخ تسبیح ہے سوائے گدھے کے۔ وہ شیطان کو دیکھ کر ہینگتا رہتا ہے اسی لئے اس آواز کو منکر فرمایا۔
مسئلہ: آواز بلند کرنے والوں کو گدھے سے تشبیہ دی اور ان کی آواز کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دے کر اشارہ کر دیا۔ کہ آواز کا بلند کرنا انتہائی مکروہ ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو ہلکی و پست آواز والا شخص پسند تھا۔ اور زوردار آواز والے کو ناپسند کرتے تھے۔
مسئلہ: گدھے کی آواز کو واحد ذکر کیا جمع نہیں لائے۔ کیونکہ ہر جنس میں سے ہر ایک آواز کا ذکر کرنا مراد نہیں کہ جمع لانے کی ضرورت ہو بلکہ یہاں مقصود یہ ہے۔ کہ ہر جنس حیوان کی ایک آواز ہے اور ان اجناس میں سے بدترین آواز اس جنس کی ہے اسلئے اس کا واحد لانا ضروری تھا۔ تفسیرِ روح القرآن میں ہے کہ گدھے کی آواز میں قدرت نے بلندی کے ساتھ ساتھ کراہت کا پہلو بھی رکھا ہے اور مزید یہ بات بھی کہ اسے یہ صلاحیت نہیں دی گئی کہ وہ اپنی آواز میں کمی بیشی کر سکتا ہو۔ وہ جب بھی بولتا ہے ایک آواز اور ایک ہی رفتار سے ہینگتا ہے۔ یعنی یہ واحد جانور ہے جس کی آواز میں rhythm نہیں ہوتا ہے۔

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ میں 'مِن' کا نکتہ: 'اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ' کا ٹکڑا یہاں کرخت اور سخت لب ولہجہ سے نفرت دلانے کے لیے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اُس کو حسن بیان اور حسن کلام کی نعمت سے نوازا ہے تو وہ اِس مقام کو چھوڑ کر گدھوں کی صف میں شامل ہونے کی کوشش کیوں کرے؟ یہ بلبل کی بدقسمتی ہے کہ وہ زاغ و زغن کی ہم نوائی کرے!'' اِسی طرح آیت میں 'وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ' کے 'مِنْ' کے بارے میں نکتہ یہ ہے: '' یہ اِس بات پر دلیل ہے کہ جب خالق نے انسان کو ایک ہی قسم کی آواز پر نہیں پیدا کیا ہے، بلکہ اُس کے اندر یہ صلاحیت رکھی ہے کہ اُس کو وہ پست بھی کر سکتا ہے اور بلند بھی تو موقع و محل کے مطابق وہ اِس صلاحیت کو استعمال کرے، گدھے کی طرح ہمیشہ اپنا حلق اور لوگوں کے کان پھاڑنے ہی کی کوشش نہ کرے۔'' (تدبر قرآن ۶/۱۳۳)

گدھے پر بیٹھ کر تلاوت کرنا کیسا؟: اس سے متعلق دائمی کمیٹی کا فتویٰ یوں ہے: مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ جانور (اونٹ، گھوڑا، گدھا یا گاڑی) پر بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرے، اس طرح گاڑی یا ہوائی جہاز کے اندر قرآن کی تلاوت کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ آپ اپنی سواری پر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عام ہے کہ:
إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (190) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (191) (آل عمران:3)
ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور یکے بعد دیگرے رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں اے رب ہمارے تو نے بے عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔ آیت، اور ذکر ایک عام چیز ہے، جس میں قرآن اور غیر قرآن سب شامل ہے۔ (فتویٰ دائمی کمیٹی، سعودی عرب)

گدھی کا دودھ شیر مادر کا بہترین نعم البدل:

یورپ میں کی گئی متعدد حالیہ تحقیقات میں بتایا گیا ہے کہ جو بچے ماں کا دودھ نہیں پی سکتے، اور کسی الرجی کی بنا پر گائے یا بکری کا دودھ بھی نہیں پی سکتے، ان کے لئے سب سے اچھا نعم البدل گدھی کا دودھ ہے۔ غذائی ماہرین کہتے ہیں کہ گدھی کا دودھ پروٹین، کیلشیم اور اومیگا ۳ فیٹی ایسڈز سے بھرپور ہوتا ہے جو دل کے امراض سے بچنے میں انتہائی مفید ہے۔ گدھی، گائے اور بکری کے مقابلے میں بہت کم دودھ دیتی ہے۔ غذائی ماہرین نے دعویٰ کیا کہ اس کی معمولی سی مقدار کا استعمال دمے اور سانس کے امراض سے نمٹنے میں مدد دے سکتی ہے۔ متعدد ممالک میں گدھی کا دودھ پینے کا تصور بھی محال سمجھا جاتا ہے لیکن یورپ نے اسے شفا ہی شفا قرار دے دیا ہے، اور یورپی ماہرین نے گدھی کے دودھ کے درجنوں دیگر فوائد گنوانے کے بعد اسے ننھے بچوں کے لئے بھی ماں کے دودھ کا بہترین نعم البدل قرار دے دیا ہے۔ یورپ میں کی گئی متعدد حالیہ تحقیقات میں بتایا گیا ہے کہ جو بچے ماں کا دودھ نہیں پی سکتے، اور کسی الرجی کی بنا پر گائے یا بکری کا دودھ بھی نہیں پی سکتے، ان کے لئے سب سے اچھا نعم البدل گدھی کا دودھ ہے۔ یورپی ماہرین کا کہنا ہے کہ گدھی کا دودھ شیر مادر سے کافی حد تک ملتی جلتی چیز ہے۔ اس میں گائے کے دودھ کی نسبت کہیں زیادہ پروٹین اور وٹامن پائے جاتے ہیں جبکہ سیچوریٹڈ چکنائی کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اطالوی تحقیق کاروں کا کہنا ہے کہ ماں کے دودھ میں پائی جانے والی کیسین پروٹین کی دو اقسام گدھی کے دودھ میں بھی پائی جاتی ہیں جبکہ یہ قدرتی جراثیم کش مادے لائسوزائم سے بھی بھرپور ہوتا ہے، جو کہ شیر مادر میں بھی پایا جاتا ہے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ بچوں کے لئے شیر مادر کے متبادل کے طور پر عموماً گائے کا دودھ یا اس سے بنی اشیاء استعمال کی جاتی ہیں لیکن کچھ بچوں کو گائے کے دودھ یا بکری کے دودھ سے بھی الرجی ہوتی ہے، لہٰذا ان کے لئے گدھی کا دودھ ہی واحد حل ہے۔ سائنسی جریدے 'جرنل آف پیڈیاٹرکس' میں شائع ہونے والی ایک تحقیق میں بھی گدھی کے دودھ کو بچوں کے لئے ڈیری مصنوعات کا متبادل قرار دیا گیا ہے۔ یورپ میں ہونے والی ان تحقیقات کے بعد گدھی کے دودھ کی مانگ میں حیرت انگیز اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ صورتحال ان غریب اور پسماندہ ممالک کے لئے بھی اچھی خبر ہے کہ جہاں گدھے بکثرت پائے جاتے ہیں اور ان کی کوئی وقعت بھی نہیں ہے۔

گدھی کا دودھ حلال یا حَرام

:
عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ
(بُخاریؒ كِتَاب الْمَغَازِي بَاب غَزْوَةِ خَيْبَرَ)
ترجمہ: حضرت ابن عمر (رض) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔
تو چونکہ دودھ گوشت سے پیدا ہوتا ہے تو جس طرح پالتو گدھا (اور گدھی) حرام ہے اسی طرح اس کا دودھ بھی حرام ہوگا۔

گدھے کی اَقسام اور خرید وفروخت: اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) وحشی یعنی جنگلی، (۲) اَھلی یعنی

پالتو۔ جنگلی گدھا جسے عربی میں حمار وحشی کہتے ہیں اس کا کھانا حلال ہے۔ اور پالتو گدھا اسے عربی میں حمار اھلی کہتے ہیں اس کا کھانا حرام ہے۔ جنگلی گدھا کی تجارت تو واضح ہے کہ یہ حلال جانور ہے البتہ پالتو گدھے کی خرید و فروخت پہ لوگ سوال کرتے ہیں کہ جب حدیث میں آیا ہے کہ حرام چیز کی قیمت بھی حرام ہے جیسا کہ یہ حدیث ہے۔ إنَّ اللهَ إذا حرَّمَ على قومٍ أكْلَ شيءٍ حرَّمَ عليهم ثَمَنَهُ (صحيح الجامع: 5107) ترجمہ: بے شک اللہ تعالی جب کسی قوم پر کوئی چیز کھانا حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت کی اس پر حرام کر دیتا ہے۔ تو پھر گدھے کی بیع و شراء کیسے جائز ہے؟ پالتو گدھا سواری اور بار برداری کے لائق ہے، نبی ﷺ نے اس کی سواری بھی کی اور اس سے فائدہ اٹھایا تو یہ ایسا جانور ہے جس سے فائدہ اٹھانا نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ اور جس جانور سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اس کی تجارت بھی جائز ہے۔ حدیث میں قیمت کی حرمت کا جو مسئلہ ہے یہاں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گدھے کو کھانے کی نیت سے بیچنا اور اس کی قیمت لینا حرام ہے مگر فائدہ اٹھانے کی غرض سے اس کی بیع جائز ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ " لحومَ الحُمُرِ الأهلـيةِ " (گھریلو گدھے کا گوشت) سے بھی واضح ہے۔ اس پہ عہد رسول ﷺ سے آج تک مسلمانوں کا اجماع ہے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی ہے۔

کیا بَطورِ علاج گدھی کا دودھ استعمال کیا جا سکتا ہے؟: اس سلسلے میں حدیث اس طرح وارِد ہوئی ہے:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنْ السَّبُعِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتَّى أَتَيْتُ الشَّأْمَ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ قَالَ قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا فَلَا يَرَوْنَ بِذَلِكَ بَأْسًا فَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُحُومِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ وَأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنْ السَّبُعِ

ترجمہ: عبداللہ بن محمد، سفیان، زہری، ابوادریس خولانی، ابوثعلبہ خشنی (رض) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہر کچلیوں والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا: زہری نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں سنا یہاں تک کہ میں شام میں آیا اور لیث نے اس زیادتی کے ساتھ بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، کہ میں نے ان سے پوچھا کہ ہم گدھی کا دودھ پی سکتے ہیں یا اس سے وضو کر سکتے ہیں یا درندوں کے پتے یا اونٹوں کا دودھ استعمال کر سکتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ پہلے مسلمان اس سے علاج کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن گدھی کے دودھ کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کے گوشت کے کھانے سے تو منع فرمایا ہے مگر اس کے دودھ کے متعلق کوئی حکم یا ممانعت مجھے نہیں پہنچی اور درندوں کے پتے کے متعلق ابن شہاب نے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہر کچلیوں والے درندوں کے کھانے سے منع فرمایا۔

میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ مالی (Mali جو مغربی افریقہ کا ایک خُشکی سے گھِرا ہوا (lanlocked) ایک انتہائی غریب مُلک ہے جِس کی راجدھانی Bamako ہے (جا کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم چودہ سو سال پہلے کے دور میں آ گئے ہیں۔ اِس تَرقّی یافتہ دور میں اَب بھی وہ لوگ ایک عجیب و غریب زِندگی گُزار رہے ہیں۔ اَکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک ایک بیل پر تین تین آدمی سوار ہو کر جا رہے ہیں۔ کبھی کبھی کوئی آدمی گدھے پر سوار ہو کر نَمک لینے کے لئے نکلا تو دوسرے ہی دِن واپس ہوتا ہے۔ اور اگر کسی بستی میں سو گھر ہیں تو دو چار گھروں میں ہی دروازہ ہوتا ہے۔ ایک وقت کوئی اچھا کھانا کھا لے تو وہ مالدار آدمی مانا جاتا ہے۔ وہاں گدھے کو لینڈ کروزر مانا جاتا ہے جس کو ریگستان کا گھوڑا کہتے ہیں۔ وہاں کے بَکری کے چرواہوں نے شیروں کے دلوں میں اتنا خوف بٹھا دیا ہے کہ دَس فٹ کے فاصلے پر آدمی بکریاں لئے جا رہا ہو تو شیر کی ہمّت نہیں کہ انسان یا بکری پر حملہ کر سکے۔ یہاں بے نمازی کو اتنی حقارَت اور کراہَت سے دیکھتے ہیں جیسے ہمارے ہاں شَرابی یا زانی کو دیکھا جاتا ہے۔ وِہاں بچوں کو نماز پڑھنے کی نَصیحت نہیں کرنی پڑتی۔ وہاں فرقہ بَندی نہیں ہے، سبھی کتاب وسُنّت پر عمل کرتے ہیں۔-----------

ڈنڈا اور قرآن

ایک گاؤں میں مولوی صاحب رہتے تھے۔ ہم عموما" فرض کر لیتے ہیں کہ مولوی صاحب کے ہاں برکت ہی برکت ہوتی ہے اسلئے انکی تنخواہ ۳ سے ۵ ہزار روپے ماہانہ مقرر کرتے ہیں

مولوی صاحب کا کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی نہ تھا گاؤں میں رہتے ہو گزارہ بہت مشکل تھا۔
اسی گاؤں میں کوئی نیک دل جاگیر دار بھی رہتا تھا تو اس نے زمین کا ایک ٹکڑا مولوی صاحب کو ہدیہ کیا کہ ویسے بھی سارا دن آپ فارغ ہوتے ہیں تو کھیتی باڑی کریں تاکہ گزارہ اچھا ہو۔
مولوی صاحب نے گندم کاشت کر لی اور جب فصل ہری بھری ہو گئی تو بڑی خوشی ہوتی تھی دیکھ کر اسلئے دن کا اکثر وقت وہ کھیت میں ہی بیٹھے رہتے اور فصل دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔
لیکن اچانک ایک ناگہانی مصیب نے آن کو گھیرا...
گاؤں کے ایک آوارہ گدھے نے کھیت کی راہ دیکھ لی... گدھا روزانہ کھیت میں چرنے لگا۔
مولوی صاحب نے پہلے تو چھوٹے موٹے صدقے دیئے لیکن گدھا منع نہیں ہوا۔
پھر انھوں نے مختلف سورتیں پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیا لیکن گدھا پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوا۔
ایک دن پریشان حال بیٹھے گدھے کو فصل اجاڑتے دیکھ رہے تھے کہ ادھر سے ایک کسان کا گزر ہوا۔ گدھے کو چرتا دیکھ کر کسان نے پوچھا..
مولوی صاحب....
آپ عجیب آدمی ہیں گدھا فصل تباہ کر رہا ہے اور آپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں؟

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ جناب ہاتھ پر ہاتھ دھرے کہاں بیٹھا ہوں؟
ابھی تک ایک مرغی اور بکری کے بچے کا صدقہ دے چکا ہوں اور کل سے آدھا قرآن شریف بھی پڑھ کر پھونک چکا ہوں لیکن گدھا ہے کہ ہٹتا ہی نہیں ہے مجھے تو یہ گدھا کافر لگتا ہے جس پر کوئی شے اثر نہیں کرتی۔...
کسان کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا وہ سیدھا گدھے کے پاس گیا اور گدھے کو دو چار ڈنڈے کس کر مارے تو گدھا کسی ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا....
کسان نے کھیت سے باہر آ کر ڈنڈا مولوی صاحب کے حوالے کرتے ہوئے کہا.....
قبلہ مولوی صاحب قرآن گدھوں کو بھگانے کیلئے نازل نہیں کیا گیا۔ گدھوں کو بھگانے کیلئے اللہ تعالی نے یہ ڈنڈا بھیجا ہے۔-------------

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اور ہم

عبدالغفار سلفی، بنارس

اگر کوئی آپ کو دس الگ الگ پیکٹ دے جن پر ۲۱ سے لے کر ۳۰ تک گنتیاں لکھی ہوں اور وہ آپ سے کہے کہ ان دس پیکٹوں میں سے کسی ایک میں قیمتی ہیرے جواہرات ہیں تو آپ کیا کریں گے؟
کیا آپ صرف وہ والا پیکٹ کھولیں گے جس پر ۲۷ نمبر لکھا ہے؟
یا آپ صرف طاق گنتیوں والے یعنی ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱ اور ۲۹ نمبر والے پیکٹوں کو کھولنے پر اکتفا کریں گے؟
یا پھر اگر واقعی آپ ان ہیرے جواہرات کی قیمت سمجھتے ہیں تو آپ ہر ایک پیکٹ کو کھول کر انہیں چیک کریں گے؟؟
لیلۃ القدر جیسی قیمتی شب ایک بندہ مومن کے لیے دنیا کی عظیم ترین دولت سے کم نہیں کہ جس رات میں رب کی رحمتیں اور نوازشیں بے حساب بٹتی ہیں، جس میں چند گھنٹوں کی عبادت کر کے آپ چوراسی سال (ایک ہزار مہینے) کی عبادت کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں، جس کی تلاش میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے پورے آخری عشرے میں رات رات بھر جاگ کر عبادت میں گزارا کرتے تھے، جس میں اللہ کے فرشتے اور ان کے سردار جبریل امین دنیا میں نازل ہوتے ہیں.
اس عظیم رات کو صرف طاق راتوں میں تلاش نہ کریں. صرف ستائیسویں شب پر اپنی پوری انرجی صرف نہ کریں. مختلف صحیح احادیث کی روشنی میں صحیح ترین قول کے مطابق یہ رات ہر سال منتقل ہوتی رہتی ہے اور یہ آخری عشرے کی کوئی بھی شب ہو سکتی ہے. لہٰذا اپنے پیارے نبی کی سنت کے مطابق پورا آخری عشرہ عبادت الہی میں گزارنے کی کوشش کریں. اللہ ہم سب کو اس کی توفیق دے........

خصوصی اطلاع

قارئین اخبار کے مختلف گوشوں کے لئے غیر طبع شدہ مُراسَلات، تحقیقی مقالات، تخلیقی کاوشیں، اعلانات، خبریں اور اِشتہارات ہمارے ای میل پر اپنے مکمل نام اور پتے کے ساتھ اِی میل AbsaarAkhbar@gmail.com پر بھیجیں یا ہمارے وھاٹساپ نمبر 8657323649 پر روانہ کریں۔

اداریہ

فلسفۂ عید الفطر

حافظ جلال الدین القاسمی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو بَكْرٍ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ فِي يَوْمِ بُعَاثٍ قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ فِي يَوْمِ عِيدِ الْفِطْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُنَا (ابنِ ماجۂ كِتَاب النِّكَاحِ بَاب الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ابو بکر صدیق (رض) میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس دو (کم سن) انصاری بچیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے بعاث کے دن کے متعلق کہے تھے۔ (بعاث نامی جگہ میں انصار کے دو قبیلوں اوس خزرج کی جنگ ہوئی پھر ابرس تک جاری رہی اسلام کی برکت سے یہ لڑائی موقوف ہوئی) یہ بچیاں باقاعدہ گانے والی نہ تھیں تو ابو بکر نے کہا شیطان کا باجا لے کر نبی کے گھر میں آئی ہو۔ یہ عید الفطر کا دن تھا۔ نبی اکرم نے فرمایا اے ابو بکر ہر قوم کی کوئی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

عید کے دو پہلو ہیں: ایک ظاہری دوسرا باطنی، ظاہری پہلو یہ ہے کہ ہم عید کے دِن اچھے کپڑے پہنیں، اچھا کھانا کھائیں، دوسروں کو کھلائیں اور عید کی نماز سے پہلے مساکین میں صدقۂ عید الفطر تقسیم کر دیں تا کہ انہیں بھی خوشی اور مسرّت حاصل ہو اور جائز تفریحات میں بھی حصہ لیں۔

دوسرا پہلو جو باطنی ہے وہ اپنے اندر کئی گوشے رکھتا ہے۔ ایک گوشہ تو یہ ہے کہ عید ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ ہمارے حوصلے اور عزائِم ہمیشہ بلند رہیں اور ہماری روح اور ہمارے اَفکار و خیالات اور اِحساسات وجذبات پر یاس وقُنوط کی گَرد نہ جمنے پائے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے نام سے سال بھر میں دو خوشیوں کے دن دئے ہیں، غم وماتم کا کوئی دِن نہیں دیا ہے۔ دوسرا گوشہ یہ ہے کہ عید ہمیں اِنفرادیت کی تعلیم دیتی ہے کہ دُنیاپَرست لوگ جب خوُشیاں مناتے ہیں تو اللہ کو بھول جاتے ہیں اور ہَر قِسم کے گُناہوں اور شیطانی کاموں سے اپنے آپ کو نہیں روکتے ہیں۔ مگر عید میں مُسلمانوں کو یہ حُکم ہے کہ عید گاہ جَب جائیں تو اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے جائیں۔ اور جَب لوٹیں تو راستہ بَدل دیں تاکہ دونوں راستوں کی تمام چیزیں اِس بات کی گواہ بَن جائیں کہ عید منانے والوں کے دِل پر اللہ کی بڑائی کا ایسا اِحساس طاری ہے کہ وہ ایسا کوئی کام نہیں کر سکتے جس سے اللہ ناراض ہو اور ایسی کسی بھی تفریح کا حِصّہ نہیں بَن سکتے جو لَہو ولَعِب کے دائرے میں آکر اللہ کے غَضَب کا موُجِب بنتی ہے۔ تیسرا گوشہ اِجتماعیت کا ہے۔ اِجتِماعِیَت کے مُظاہَرے کی اِبتِدا ہر دِن پَنج وَقتہ نَمازوں سے ہوتی ہے، ہفتے کے دِن جمعہ سے، اور سال میں عید کے مواقع پر ہوتی ہے کہ تمام مُسلمان ایک دوسرے کے حالات سے واقِف ہوں اور ایسا محسوس ہو کہ تمام مُسلمان جَسَدِ واحِد کی طرَح ہیں اور ایک دوسرے کے غَمگُسار ہیں اور ایک دوسرے کے تئیں بُغض وحَسَد کے جذبات نہیں رکھتے ہیں اور اُن سے ایسی کوئی حَرکَت سرزَد نہ ہوگی جو جَماعَت کے شیرازے کو مُنتَشِر کرنے کا سَبَب بنتی ہے۔ عید ہمیں یہ بھی تعلیم دیتی ہے کہ ہم انسانیت کے سَب سے عظیم خیر خواہ بَنیں، ہَماری ذات سے ہمارے محَلّے، ہمارے شَہر اور ہمارے دیش کو کوئی تَکلیف نہ پہونچے۔ ہم اس مُبارَک دِن کے حوالے سے تمام دُنیا کو اَمن واَمان سے رہنے کی دعوَت دیتے ہیں اور ہَر قِسم کی دَہشَت گردی کی مذمت کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

نکاتِ قرآنیہ

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ (227) (سورۃ الشعراء:26)

تَرجَمہ: اور عنقریب ظالِموں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اُنہیں کِس گھاٹ اُتار دیا جائے گا۔

اس آیت میں جیسی ہیبت ناک بات کہی گئی ہے اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ وَسَيَعْلَمُ میں وَعیدِ بَلیغ ہے۔ اور الَّذِينَ ظَلَمُوا میں جو اطلاق ہے اور أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ میں جو اِبہام ہے اس نے اس وعید کی شدَّت کو دوبالا کر دیا ہے۔ اسی وَجہ سے سَلَفِ صالحین اس جملے کو اپنی نصیحتوں میں پیش کیا کرتے تھے۔ وَسَيَعْلَمُ اور عنقریب جان لیں گے، یہ ایک قسم کی دھمکی ہے کہ ان کو پتہ چل جائے گا اور يَعْلَمُ پر جو 'س' داخل ہے وہ مستقبلِ قریب کو بتاتا ہے کہ ظالموں کو ان کے ظلم کا بدلہ بہت جلد ملنے والا ہے۔ اور الَّذِينَ ظَلَمُوا سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی ظالِم ہو یا کسی بھی قِسم کا ظُلم کرنے والا ہو اور أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ میں یہ اِبہام ہے، اُنہیں معلوم نہیں کہ اُنہیں کس گھاٹ اُتار دیا جائے گا۔ ذرا سوچیے کہ دُنیا کا کوئی طاقتوَر شخص اگر یہ کہہ دے تو آدمی کی راتوں کی نیند اُڑ جائے گی۔ اور اُسے ایک پَل قرار نہ رہے گا تو کیا معاذ اللہ، اللہ کو اُس طاقتوَر آدمی سے کمتر سَمجھ لیا گیا ہے!!

دنیا اور آخرت

عبد الغفار سلفی، بنارس

اللہ تعالیٰ نے سورہ عنکبوت میں فرمایا:

وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (سورۃ العنکبوت: ۲۹)

اور دنیا کی یہ زندگانی تو محض دل کا بہلاوا اور کھیل ہے البتہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے. کاش! لوگ یہ حقیقت جانتے ہوتے۔

یہاں اللہ نے دنیا کے لیے "حیاۃ" کا لفظ استعمال کیا ہے اور آخرت کے لیے "حیَوان" کا، واضح ہو کہ یہ وہ والا حیوان نہیں ہے جو جانور کے معنی میں مستعمل ہے. یہاں حیوان کے یا پر زبر ہے. عربی زبان میں جب کسی لفظ کے آخر میں الف اور نون کا اضافہ کیا جائے تو وہ لفظ اس شے کی حقیقت پر دلالت کرتا ہے. جیسے عربی میں یہ کہنا ہو کہ فلاں شخص غصے میں ہے تو ہم کہیں گے "رجلٌ غاضِبٌ" لیکن جب ہمیں مبالغہ کرنا ہو کہ بہت غصے میں ہے تو ہم کہیں گے "رجل غضِبٌ" یا "رجل غَضوبٌ" اور جب ہمیں اس مبالغے میں بھی زیادتی کرنی ہو اور یہ بتانا ہو کہ غصہ اپنی آخری حدوں (extreme limit) کو پہنچ چکا ہے تب ہم کہیں گے "رجل غضبان". یہی وجہ ہے کہ موسی علیہ السلام جب کوہ طور سے واپس آئے اور اپنی قوم کو گوسالہ پرستی میں مبتلا دیکھا تو انتہائی غضبناک ہوئے، قرآن حکیم نے ان کے اس غصے کو غضبان سے تعبیر کیا ہے:

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (۱۵۰) (سورۃ الأعراف: ۷)

اور جب موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو انتہائی غصے اور رنج میں بھرے ہوئے تھے، فرمایا کہ تم نے میرے بعد بڑی بری جانشینی کی؟ (الاعراف: ۱۵۰)

یہی معاملہ حیاۃ اور حیوان کا ہے. گویا حیات سے مراد زندگی کی ظاہری شکل وصورت ہے اور حیوان سے مراد حقیقی زندگی ہے. دونوں میں وہی فرق ہے جو انسان کی اصل شخصیت میں اور آئینے میں نظر آنے والے اس کے عکس میں ہوتا ہے.

اب ذرا آیت کریمہ پر غور کیجیے. اس میں خالق کائنات ہمیں آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کی حقیقت سے روشناس کرا رہا ہے کہ دنیا کی زندگی تو بس ایک عکس ہے، ایک چھلاوا ہے، کہنے کو یہ زندگی ہے لیکن کبھی بھی کسی بھی لمحے اس کا اختتام ہو سکتا ہے. موت کے آہنی پنجے چشم زدن میں اس زندگی کو موت سے تبدیل کر دیتے ہیں. اس کے مقابلے میں آخرت کی زندگی حقیقی زندگی ہے کہ نہ وہاں فنا کے اندیشے ہیں نہ موت کا خطرہ ہے، اس زندگی کا ذکر جب بھی ہوتا ہے تو ساتھ میں خالدین فیھا ابدا کہا جاتا ہے.

پھر یہ نکتہ بھی ملحوظ رہے کہ دنیوی زندگی کو کو "لہو" یعنی دل کا بہلاوا کہا گیا ہے یعنی ہم اس سے وقتی طور پر تو اپنے دل کو بہلا سکتے ہیں لیکن قلب وروح کے سکون واطمینان کا حقیقی مرکز دارِ آخرت ہے. پھر مزید یہ کہ دنیا کی زندگی کو کھیل بھی کہا ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ کھیل خواہ کتنا ہی دلچسپ کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن ختم (finish) ہو جاتا ہے. ہر گیم (game) کسی نہ کسی وقت اوور (over) ہو جاتا ہے.
کتنے نادان ہیں وہ لوگ جن کی توجہات کا سارا مرکز ایک عارضی اور دھوکے کی زندگی ہے اور جن کی ساری انرجی اس زندگی پر صرف ہو رہی ہے جس کی حقیقت ایک کھیل اور تماشے سے کچھ بھی زیادہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

قدیم عربی شاعری سے جدید عربی شاعری تک

حافظ جلال الدین قاسمی　　فاضل دارالعلوم دیوبند، ایم۔اے (میسور یونیورسٹی)

قدیم شعرائے عربیہ اپنے اشعار میں نازک اور لطیف مضامین کو باندھتے ہیں۔ان میں سے ایک نمایاں نام امراء القیس کا ہے، جس کا اصلی نام جندہ ہے۔جو حجر ابن مقصور کا بیٹا ہے،اسی کو الملک الضلیل کہا جاتا ہے۔کہیں کھنڈرات کے ذکر سے وہ اپنے اشعار کو زینت دیتا ہے اور کہیں اجڑے اور مٹتے ہوئے نشانات کے حالات پر آہ وزاری ہیں وہ نالہء بلبل کا ہم عنان ہو جاتا ہے۔ کہیں وہ عورتوں کو نیل گایوں اور غزالوں اور انکے حسن کو شتر مرغ کے انڈوں سے تشبیہ دیتا ہے۔کہیں وہ اپنے عاشقانہ جذبات واحساسات کو نہایت بے حجابانہ انداز میں بیان کرتا ہے۔اور اسلوب اتنا عریاں ہوتا ہے جیسے شعر نے کسی غلاظت کی جوہڑ میں چھلانگ لگادی ہو۔جیسے

فمثلک حبلی قدطرقت ومرضع　　فالهيتها عن ذی تمائم محول
اذا ما بكى من خلفها انصرفت له　　بشق وتحتی شقها لم تحول

وہ استعارات وکنایات اور تشبیہات کا مفرطانہ استعمال کرتا ہے۔بعض جگہ تو تشبیہ اتنی نازک اور لطیف ہوتی ہے کہ وجدان پر نشہ طاری ہو جاتا ہے۔جیسے شعر مرقوم الذیل

وتعطو برخص غير شثن كانه　　اساريع ظبی او مساويک اسحل

ترجمہ: وہ (محبوبہ) پکڑتی ہے اپنی انگلیوں سے جو سخت نہیں ہیں بلکہ بڑی نرم و نازک ہیں۔ایسی نرم و نازک جیسے مقام ظبی کے اسروع (ایک کیڑا جسکا سر سرخ ہوتا ہے اور باقی بدن بالکل سفید ہوتا ہے) اور مقام اسحل کی مسواک۔تشبیہ کی شوخی اور دلآویزی قابل داد ہے۔بالکل موسم بہار کی طرح تروتازہ، دلکش اور دل فریب۔

ایک جگہ دیکھئے، وہ اپنی معشوقہ کے چہرے کی چمک دمک کے لئے کیسی حسین تشبیہ اختیار کرتا ہے۔

تضيیء الظلام بالعشی كانها　　منارة ممسیٔ راهب متبتلِ

ترجمہ: وہ تاریکی کو روشنی میں بدل دیتی ہے۔وہ خدا کی طرف پوری طرح یکسو ہونے والے راہب کے چرچ کا شام کے وقت کا چراغ ہے جو دور دور تک روشنی پھیلاتا ہے

ایک جگہ وہ گھوڑے کی تیز رفتاری کو بیان کرتے وقت ایسی حیران کن تشبیہ پیش کرتا ہے جس کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر کا فطری مناظر کا مشاہدہ کتنا عمیق تھا۔

مكر مفر مقبل مدبر معاً　　كجلمود صخر حطه السيل من عل

ترجمہ: وہ گھوڑا حملہ کرنے والا، بھاگنے والا، ایک ساتھ آگے پیچھے ہونے والا۔رفتار ایسی کہ جیسے وہ چٹان جسے سیلاب نے اوپر سے نیچے پھینک دیا ہو۔

شعر مذکور میں اس نے گھوڑے کی تیز رفتاری کو بلندی سے گرنے والی چٹان سے تشبیہ دی ہے۔اس شاعر (امراء القیس) نے نسیب اور قصیدے میں اپنا امتیاز پیدا کیا ہے۔بعض شعرائے جاھلیہ ساقی، شراب، ساغر و مینا، میخانہ و مطرب، فطری مناظر، باغ وراغ، آبشار و کہسار، موسم، صحرا، وادی، مرغزار، پھول، سمندر، گائوں اور شہر وغیرہ کے بیان میں غیر معمولی قدرت رکھتے ہیں۔ان میں ایک نام طرفہ ابن عبد البکری کا ہے جس نے اپنے قصیدے میں اپنی شراب نوشی، شجاعت اور اپنی اونٹنی کی تعریف کی ہے۔اس نے خولہ، ھند اور سلمیٰ کے نام سے بہت سے اشعار کہے۔اور خولہ کی نسبت اس نے تشبیب کی۔

عرب شعراء میں لبید ابن ربیعہ، نابغہ ذبیانی، عمرو ابن کلثوم، عنترہ ابن شداد، حارث ابن حلزہ (ابن بکرہ یشکری) اور الاعشیٰ الکبیر (میمون ابن قیس) بہت نمایاں نام ہیں۔

تمام عرب شعراء کے اشعار، ان کے احوال، انکی طبیعتوں، انکے اخلاقی اقدار، انکے دینی اور سماجی معتقدات اور صلح وجنگ کے رویوں کا آئینہ دار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر شاعر کے کچھ خاص ظروف وحالات ہیں جن میں اسکی شاعری پلتی بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہے۔ان شعراء میں بہت ساری خواتین شاعرات بھی ہیں جنہوں نے عربی شاعری میں ایک خاص مقام پیدا کیا ہے۔جن میں سر فہرست حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنھا ہیں جنہیں ارثی العرب (عرب کی سب بڑی مرثیہ گو) کہا جاتا ہے۔انکے مراثی میں سختی و نرمی اور آہ بکاہ کا ایسا امتزاج ہے کہ سخت دل بدو بھی ان کے مرثیہ کو سن کر دھاڑیں مار مار کر روتے۔ان کے رثائی اشعار نفس انسانی کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں۔اور ظالمانہ قدروں کی قساوت وسنگ دلی کے سامنے انسانی بے بسی کو اور المناک انسانی تجربوں کی دقیق تصویر پیش کرتے ہیں۔

عرب شعراء اخلاقی قدروں سے اچھی طرح واقف تھے۔اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔جیسے لبید کہتا ہے

نسمیٰ الظالمين وما ظلمنا　　ولكنا نبيد الظالمينا

ترجمہ: ہمیں ظالم کہا جاتا ہے جبکہ ہم ظالم نہیں ہیں۔ھمارا حال تو یہ ہے کہ ہم ظالم کو تباہ وبرباد کر دیتے ہیں۔

ابو الاسود الدولی کا شعر ہے،

لا تنه عن خلق وتاتی مثله　　عار عليک اذا فعلت عظيم

ترجمہ: خودرا فضیحت ودیگراں را نصیحت کے محاورے پر عمل کرنے والے لوگوں کی ہم اقتداء نہیں کرتے۔

ایک شاعر کہتا ہے،

يسر المرء ما ذهب الليالی　　وكان ذهابهن له ذهابا

ترجمہ: مرور ایام سے آدمی خوش ہوتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ اسکی حبل حیات (زندگی کی رسی) کٹتی جا رہی ہے۔

دیسم ابن طارق جو شعرائے جاھلیہ میں سے ہے، کا یہ شعر دیکھیں

فلولا المزعجات من الليالی　　لما ترک القطا طيب المنام

ترجمہ: اگر زندگی میں پریشانیاں نہ ہوتیں تو قطا چڑیا اپنی خوشگوار نیند کبھی نہ چھوڑتی۔

عبداللہ ابن یعرب کا شعر ہے،

فساغ لی الشراب وكنت قبلا　　اكاد اغص بالماء الفرات

ترجمہ: منزل مقصود پر پہونچنے سے پہلے مجھے میٹھے پانی سے بھی اچھو لگتا تھا (میٹھا پانی بھی میرے گلے میں اٹکتا تھا) مگر منزل پر پہونچنے کے بعد مجھے ہر مشروب اچھا لگنے لگا۔

معن ابن اوس جو بنو مزینہ کا مخضرم شاعر ہے، کہتا ہے

لعمرک ما ادری وانی لاوجل　　علی اينا تعدو المنية اول

ترجمہ: قسم سے میں بڑی حیرت اور خوف میں ہوں، کیوں کہ پتہ نہیں ہم میں سے کون موت کا پہلا شکار ہوگا۔

ایک شاعر کہتا ہے،

لاستسهلن الصعب اوادرک المنیٰ　　فما انقادت الامال الا لصابر

ترجمہ: میں مشکل کو آسان پاتا ہوں یا آرزوئوں کو پالیتا ہوں کیونکہ میں صابر ہوں۔مقصد تک پہونچنے کی راہ میں مایوسی، تھکن اور کمزوری میرے پاس پھٹکتی بھی نہیں۔کیونکہ میں صابر ہوں اور آرزوئیں صابر کی ہی منقاد ہوتی ہیں۔

ایک شاعر کہتا ہے،

يا بن الكرام الا تدنو فتبصر ما　　قد حدثوا فما راء كمن سمعا

ترجمہ: اے بزرگوں کے بیٹے! تو قریب کیوں نہیں آتا۔کیونکہ قریب آنے پر ہی تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔جو لوگوں نے تجھ سے کہا ہے کیونکہ شنیدہ کی بود مانند دید

قدیم شاعری کی طرز کی پابندی کرنے والے شعراء پر کلاسیک یا مدرسی الفاظ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔اس اسکول کے شعراء تحریک احیاء سے متاثر ہیں۔انہوں نے ہمارے ماضی کو ہمارے حال سے جوڑ دیا ہے، یہ انہی شعراء کا شاندار کارنامہ ہے جو موروثی اور جدید شاعری کے بیچ میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ان شعراء کا ظہور اس وقت ہوا، جب جہانِ عرب کا یوروپین دنیا سے تعلق واتصال ہوا۔اور بیسویں صدی کی پہلی چوتھائی کے پورا ہوتے ہوتے انکی شہرت میں اضافہ ہوتا گیا۔ہاں یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ کوئی انقلاب اچانک رونما نہیں ہوتا بلکہ ہماری سماجی اور تہذیبی زندگی میں تدریجی طور پر رونما ہوتا ہے۔جب ہم انیسویں صدی کے نصف اول میں عربی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے معمے، خمسے، تضمین اور تاریخ وغیرہ موضوعات آتے ہیں۔یہی وہ عہد ہے جب نعت نبوی کا رواج بڑھا۔ہر شاعر اسے لازم سمجھتا تھا اور قدیم شعراء کے انداز میں اپنی نعتیہ شاعری پیش کرتا تھا۔

ان مدرسی اور روایت پسند شعراء نے اپنے اپنے دور کی سیاسی، سماجی اور معاشرتی زندگی کا نقشہ پیش کیا۔معاشرے میں پھیلے ہوئے عیوب کے اصلاح کی بھی کوششیں کیں۔ تعلیم نسواں اور پردے کے مسائل پر اظہار خیال کیا۔غریب طبقے کو مالدار طبقے سے جن تکالیف کا سامنا تھا انہیں بھی ان شعراء نے محسوس کیا اور اپنے اشعار میں انہیں پیش کرنا شروع کر دیا۔شاید یہیں سے اس دور کے شعراء کے مابین سخت قسم کی کشاکش پیدا ہونے لگی تھی۔پھر عربی شاعری میں ایک بہت ہی لطیف رومانویت کا داخلہ ہوتا ہے۔اس قسم کی شاعری میں ایک اہم نام ابراھیم ناجی کا ہے۔جن کی رومانی شاعری میں فرانس کے رومانی شعراء کا رنگ وآہنگ پایا جاتا ہے۔اس رجحان کا ایک اور نمائندہ نام علی محمود طہٰ کا ہے۔شوقی کے بعد وہ تمام شعراء میں سب سے اچھے اسلوب کا مالک ہے۔یہ فرانس کے رومانوی شاعر لامارٹن سے بہت متاثر ہے۔

سقوط بغداد کے بعد سے لیکر انیسویں صدی کے نصف اول تک کا دور عربی شاعری کا تاریک دور کہا جاتا ہے۔عربی شاعری محمود صفوت ساعاتی، علی ابو النصر، عبداللہ فکری، عبداللہ ندیم اور عائشہ تیموریہ جیسے شعراء کے ہاتھوں ابتدائی تبدیلیوں سے روشناس ہونے لگی۔اور پھر محمود سامی بارودی کی قیادت میں احمد شوقی، حافظ ابراھیم، اسمٰعیل صبری اور احمد محرم جیسے شعراء نے اسے صنایع اور بدائع کی زنجیروں سے مکمل طور پر آزادی دلائی۔

جدید عربی شاعری کا یہ ابتدائی دور تجدیدی کلاسیکیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس دور کے شعراء نے زبان واسلوب کی پختگی میں قدیم شعراء کی تقلید کے ساتھ ساتھ نئے معانی اور مضامین سے عربی شاعری کے دامن کو مالامال کیا۔اور کافی وسعت بخشی۔انہوں نے اپنی شاعری میں قومی موضوعات کو جگہ دی اور عوامی جذبات کی بھرپور ترجمانی کی۔احمد شوقی کی شاعری غنائیت اور موسیقیت سے لبریز ہے۔

پھر بیسویں صدی کی ابتداء میں شعراء کا ایک نیا طبقہ نمودار ہوا۔جس نے انگریزی اور دیگر مغربی ادبیات کے مطالعہ کے زیر اثر شاعری کے بارے میں ایک نیا نقطہ نظر پیش کیا۔جس میں وطنی یا قومی مسائل کے بجائے انسانی جذبات واحساسات اور مظاہر فطرت کی عکاسی پر زور دیا گیا۔عبدالرحمٰن شکری، عبدالقادر مازنی اور عباس محمود عقاد اسی طبقے کے قائد ہیں۔عباس محمود عقاد نے تو شیکسپیر کے ایک قصیدے کا عربی ترجمہ کیا۔نیز انگریزی شاعر کوپر کے ایک قطعہ کا ترجمہ (گلاب کا پھول) اور پوپ کے ایک قطعہ کا ترجمہ ''مقدر'' کے عنوان سے کیا۔عراقی شاعر عبدالوہاب البیاتی اور مصری شاعر صلاح عبدالصبور نے اپنے قصائد کے ذریعے آزاد شاعری کی ترویج میں اہم رول ادا کیا۔سطور بالا میں قدیم عربی شاعری کے ساتھ جدید عربی شاعری کا مختصر تذکرہ آچکا۔اس دور کے شعراء جن جن اسکولوں سے وابستہ ہیں اور جن جدید رجحانات کے علمبردار ہیں، ان سے مفصل واقفیت وقت کا ایک اہم موضوع ہے۔

دَرد کے اِلہام نازِل ہو رہے ہیں دَم بَدَم
دِل کا یہ غارِ حِرا اور میں اَکیلا آدمی

دُعا اَثَر نہ کرے، فائدہ دوا نہ کرے
خدا کسی کو محبت میں مُبتَلا نہ کرے　　(قَتیل شِفائی)

زِندَگی ہَم سے تِرے ناز اُٹھائے نہ گئے
سانس لینے کی فَقَط رَسم ادا کرتے رہے

غُنچوں کے مُسکُرانے پہ کہتے ہیں ہَنس کے پھول
اپنا کَرو خَیال ہَماری تو کَٹ گَئی　　(شاد عظیم آبادی)

ہَر شام ہوئی صُبح کو اِک خوابِ فَراموش
دُنیا یہی دُنیا ہے تو کیا یاد کرے گی　　(یاس یگانہ چنگیزی)

ہوشیار باش!!

(۱) یہ مت سوچو کہ اللہ تمہاری دعا کو فوراً قبول کیوں نہیں کَرتا، یہ شُکر کرو کہ تمہارے گناہوں کی سَزا فوراً نہیں دیتا۔

(۲) گُلاب کی اُن پتّیوں کی طرح بنو جو اپنے مَسَلنے والے کے ہاتھوں میں بھی خوشبو دیتی ہیں۔

(۳) زِندگی کے آدھے غَم انسان دوسروں سے غَلط تَوقُّعات کرکے خَریدتا ہے۔

(۴) غُلام قوم کے معیار بھی عجیب ہوتے ہیں، شریف کو بے وقوف، مکّار کو چالاک، قاتِل کو بَہادُر اور مالدار کو بَڑا آدمی سمجھتے ہیں۔

(۵) عظیم اِنسان اپنی غَلَطی کا اِعتِراف کرتا ہے، عقلمند اپنی غَلَطی سے سبق لیتا ہے اور طاقتور اپنی غَلَطی کو دُرُست کرتا ہے۔

(۶) دوستی کی زِینَت ایک دوسرے کو برداشت کرنا ہے۔بے عیب دوست تَلاش مَت کرو وَرنہ اکیلے رَہ جاؤ گے۔

(۷) جو شخص تُمہاری نِگاہوں سے تمہاری ضرورت کو نہیں سمجھ سکتا، اُس سے کُچھ مانگ کر خود کو شرمِندہ مَت کرو۔

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا

غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری

دینِ اسلام نے اصول واحکام اور تہذیب و معاشرت کے بارے میں واضح رہنمائی فرمائی ہے، باپ بیٹی جیسے مقدس رشتے کے حقوق سے بھی شناسا کیا، بیٹی عزت ہوتی ہے، جب وہ اپنے باپ کی اجازت کے بغیر شادی رچالیتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کی عزت فرار ہو گئی ہے، ایسا باپ شرم سے زمین میں گڑ جاتا ہے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی دہلیز سے باہر قدم رکھنا اپنے لیے باعثِ ذلت ورسوائی سمجھتا ہے۔

اسلام بھلا اپنے ماننے والوں کی ذلت کب برداشت کر سکتا ہے؟ اسی لیے اس نے ایسی عورت کی نکاح کو کالعدم قرار دیا جو ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے، لیکن افسوس کہ اسلام کا نام لے کر اسلام کو رسوا کرنے والوں نے جہاں اور بہت سے اوچھے ہتھکنڈے اپنائے، وہاں ایک کوشش یہ بھی کی کہ کسی طریقے سے ولی کی اجازت کو نکاح سے نکال باہر کیا جائے تاکہ بے حیائی آسانی سے اسلامی معاشرے میں سرایت کر جائے، مگر ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اس وعید سے ڈرنا چاہیے :

{اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ}(النور : ۱۹)''بلاشبہ جو لوگ ایمان والوں میں فحاشی پھیلانا پسند کرتے ہیں، ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

آیئے نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہونے کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور اس کے خلاف دی جانے والی دلیلوں کا منصفانہ جائزہ لیتے ہیں :

دلیل نمبر ا : فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

{وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ }(البقرہ) ''اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو، پھر وہ اپنی مقررہ عدت کو پہنچ جائیں تو ان کو اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔''

یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں، اس آیت میں اولیاء کو خطاب ہے، اس سے عورت کے نکاح میں ان کا اختیار اور حق ثابت ہوتا ہے۔

مشہور سنّی مفسر امام ابو جعفر ابنِ جریر طبری رحمہ اللہ (م ۳۱۰ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں :

''اس آیتِ کریمہ میں واضح دلالت ہے کہ ان لوگوں کی بات صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ عصبہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، کیونکہ اگر عورت نکاح کرنا چاہے تو اس کو روکنے سے اللہ تعالیٰ نے ولی کو منع فرما دیا ہے، اگر عورت بغیر ولی کے خود اپنا نکاح کر سکتی ہوتی یا جسے چاہے اپنا ولی بنا سکتی ہوتی تو اس کے ولی کو نکاح کے سلسلے میں اسے روکنے کی ممانعت کا کوئی معنیٰ مفہوم نہیں، کیونکہ اس صورت میں ولی کے پاس عورت کو روکنے کا کوئی راستہ ہی نہیں، اس لیے کہ وہ جب چاہتی خود اپنا نکاح کر لیتی یا جسے وہ خود اپنا ولی بناتی وہ اس کا نکاح کر دیتا (اصلی ولی کو منع کرنے کا کوئی مطلب ہی نہ ہوتا)۔'' (تفسیر طبری : ۲/۴۸۸)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں :

وفیھا دلالۃ علی أنّ المرأۃ لا تملک أن تزوّج نفسھا، وأنّہ لا بدّ فی النّکاح من ولی، کما قال التّرمذیّ وابن جریر عند ھذہ الآیۃ۔

''اس آیت میں دلیل ہے کہ عورت خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی، بلکہ نکاح کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے، یہی بات امام ترمذی اور امام ابنِ جریر رحمہما اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہی ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر ۱/۵۶۴۔۵۶۵، بتحقیق عبدالرزاق المھدی)

اس آیتِ کریمہ کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے، سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

کانت لی أخت تخطب الیّ، فأتانی ابن عمّ لی، فأنکحتھا ایّاہ، ثمّ طلّقھا طلاقا لہٗ رجعۃ، ثمّ ترکھا حتی انقضت عدّتھا، فلمّا خطبت الیّ، أتانی یخطب، فقلت، لا واللّٰہ! لا أنکحھا أبدا، قال: ففی نزلت ھذہ الآیۃ : {وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ }الآیۃ، قال: فکفّرت عن یمینی، فأنکحتھا ایّاہ۔

''میری طرف میری ایک بہن سے نکاح کے لیے پیغام آئے، میرا ایک چچازاد بھی آیا، میں نے اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا، پھر اس نے اسے رجعی طلاق دے دی، پھر اس کو چھوڑ دیا حتی کہ اس کی عدت پوری ہو گئی، جب میری طرف (دوسرے لوگوں کی طرف سے) نکاح کے پیغام آنے لگے تو وہ بھی نکاح کا پیغام لے کر آ گیا، میں نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! میں کبھی اپنی بہن کا نکاح تجھ سے نہیں کرے گا، میرے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی {وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ} پھر میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اسی سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا۔''

(صحیح بخاری : ۲/۷۷۰، ح : ۵۱۳۰، سنن ابی داوٗد : ۲۰۸۷، واللفظ لہ، سنن الترمذی : ۲۹۸۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۰۰۔۲۷۹ھ) اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں :

وفی ھذا الحدیث دلالۃ علی أنّہ لا یجوز النّکاح بغیر ولی، لأنّ أخت معقل بن یسار کانت ثیّبا، فلو کان الأمر الیھا دون ولیّھا لزوّجت نفسھا ولم تحتج الی ولیّھا معقل بن یسار، وانّما خاطب اللّٰہ فی ھذہ الآیۃ الأولیاء، فقال: {فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ} ففی ھذہ الآیۃ دلالۃ علی أنّ الأمر الی الأولیاء فی التّزویج مع رضاھن۔

''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں، کیونکہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ثیبہ (طلاق یافتہ) تھی، اگر معاملۂ نکاح اسی کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ خود اپنا نکاح کر لیتی اور اپنے ولی سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی محتاج نہ ہوتی، اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ولیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے : {فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ} (ان کو اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو)، لہٰذا اس آیت سے معلوم ہوا کہ معاملۂ نکاح ولیوں کے ہاتھ میں ہے، ہاں عورتوں کی رضامندی ضروری ہے۔'' (سنن ترمذی، تحت حدیث : ۲۹۸۱)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ) اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں :

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے، اگر یہ شرط نہ ہوتی تو مرد کی عورت میں اور عورت کی مرد میں دلچسپی کافی ہو جاتی، اسی حدیث کے ذریعے اس قیاس کا بھی رد ہو جاتا ہے جس قیاس کے ذریعے امام ابو حنیفہ نے ولی کی اجازت کی شرط کے نہ ہونے پر حجت لی ہے، انہوں نے نکاح کو بیع (خرید وفروخت) پر قیاس کیا ہے، اس طرح کہ اس معاملے میں عورت اس معاملے میں خود مختار ہے، ولی کی ضرورت نہیں اور یہی معاملہ نکاح کا ہے، انہوں نے ولی کی اجازت نکاح کے لیے شرط ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث کو چھوٹی بچی پر محمول کیا ہے اور اس قیاس کے ذریعے ان احادیث کے عموم کو خاص کیا ہے، لیکن یہ قیاس فاسد ہے، سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے مقابلے میں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔'' (نیل الاوطار : ۴/۱۹۷)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (۷۷۳۔۸۵۲ھ) لکھتے ہیں :

''نکاح میں ولی کی اجازت کی شرط ہونے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ولی کی اجازت نکاح کے لیے شرط ہے، ان کا کہنا ہے کہ عورت قطعاً اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی، انہوں نے مذکورہ احادیث کو دلیل بنایا ہے، ان میں سے قوی ترین دلیل وہ سببِ نزول ہے جو اس آیتِ کریمہ کے بارے میں مذکور ہے اور یہ ولی کی اجازت شرط ہونے پر صریح ترین دلیل ہے، ورنہ ان (سیدنا معقل رضی اللہ عنہ) کے روکنے کے کوئی معنیٰ نہیں، نیز یہ کہ اگر وہ عورت خود نکاح کر سکتی ہوتی تو اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جو اپنے معاملے میں خود مختار ہو، اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی نے اس کو اس کام سے روک دیا ہے، امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس بارے میں کسی صحابی کا اختلاف ان کے علم میں نہیں۔ (فتح الباری : ۹/۱۸۷)

دلیل نمبر ۲ : فرمانِ باری تعالیٰ ہے : {فَانۡكِحُوۡهُنَّ بِاِذۡنِ اَهۡلِهِنَّ وَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ} (النساء : ۲۵) ''تم ان کے گھر والوں کی اجازت کے ساتھ ان سے نکاح کرو اور ان کو معروف طریقے سے ان کے حق مہر ادا کرو۔''

امام ابنِ جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

{ بِاِذۡنِ اَهۡلِهِنّ }باذن أربابھن وأمرھم ایّاکم بالنّکاح ورضاھم۔

یعنی ان عورتوں کے سرپرستوں کی اجازت، نکاح کے بارے میں ان کے حکم اور رضامندی سے (نکاح کرو)۔'' (تفسیر ابن جریر : ۴/۱۹)

دلیل نمبر ۳ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : {وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا} (البقرۃ : ۲۲۱) ''اور تم (اپنی عورتوں کا) مشرکین سے نکاح نہ کرو تاآنکہ وہ ایمان لے آئیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیتِ کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

ووجہ الاحتجاج من الآیۃ والتی بعدھا أنّہ تعالیٰ خاطب بالنّکاح الرّجال ولم یخاطب بہٖ النّساء، فکأنّہ قال: لا تنکحوا أیّھا الأولیاء مولیاتکم للمشرکین۔

''اس آیت اور بعد والی آیت سے وجہِ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بارے میں مردوں کو مخاطب کیا ہے، عورتوں کو نہیں، گویا کہ یوں فرمایا ہے کہ اے ولیو! تم اپنی زیرِ ولایت عورتوں کا مشرکین سے نکاح نہ کرو۔'' (فتح الباری : ۹/۱۸۴)

دلیل نمبر ۴ : فرمانِ الٰہی ہے : {وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ} (النور : ۳۲) ''اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں عورتوں کا نکاح کرو۔''

اس آیتِ کریمہ سے بھی امام بخاری نے ثابت کیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔

قرآنی دلائل کے بعد حدیثی دلائل ملاحظہ ہوں :

دلیل نمبر ا : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دورِ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں :

انّ النّکاح فی الجاہلیۃ کان علی اربعۃ أنحاء، فنکاح منھا نکاح النّاس الیوم، یخطب الرّجل الی الرّجل ولیتہ أو ابنتہ، فیصدقھا، ثمّ ینکحھا ۔۔۔۔۔۔ فلمّا بعث محمّد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بالحقّ ھدم نکاح الجاھلیّۃ کلّہ الّا نکاح النّاس الیوم۔

''دورِ جاہلیت میں نکاح کے چار طریقے تھے، ان میں سے ایک تو وہی ہے جو آج لوگ اختیار کرتے ہیں، یعنی ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اس کی زیرِ ولایت عورت یا بیٹی کے بارے میں پیغامِ نکاح بھیجتا، پھر اس عورت کو حق مہر دے کر اس سے نکاح کر لیتا۔۔۔۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق دے کر مبعوث فرمائے گئے تو آپ نے جاہلیت کے سارے نکاح ختم کر دیئے سوائے اس نکاح کے جو لوگ آج کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری : ۲/۷۶۹، ح : ۵۱۲۷)

امامِ بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث میں موجود الّا نکاح النّاس الیوم کے الفاظ سے ثابت کیا ہے کہ ولی کی اجازت نکاح میں ضروری ہے، کیونکہ جس نکاح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا ہے، اس کا انداز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی بیان کیا ہے کہ ولی خود عورت کا نکاح کرے۔

(بقیہ اگلے شمارے میں)

دُرُست اِملاء لکھنے یا تلفُّظ کرنے (SPELLING) کے سات کار آمد قواعِد :

Seven Helpful Spelling Rules

مندَرجہ ذیل آسان اُصول آپکو بہت سارے الفاظ کا دُرُست اِملاء لکھنے میں مُعاوَنت کر سکتے ہیں۔

These following simple rules can help you to spell a great many words correctly.

(۱) :Ei' and 'Ie' (کسی بھی لفظ کو لکھتے وقت) سِوائے "C" کے بعد کے یا جب "EI" کی آواز "A" نکلے جیسا کہ 'neighbor' اور 'weigh' میں, تو "E" سے پہلے "I" کو رکھئے۔

(1) 'Ei' and 'Ie': Put 'I' before 'e' except after 'c', or when sounded like 'a' as in 'neighbor' and 'weigh'.

'I' before 'e': believe, chief, niece, field, shield, piece
except after 'c': ceiling, receive, deceit, conceit, perceive
sounded like 'a': weight, veil, vein, reign, rein
Exceptions: foreigner, leisure, either, neither, height

(۲) Ly: "L-" پر ختم ہونے والے لفظ میں "LY-" کا اِضافہ کرتے وقت اِبتدائی یا اَصل "L" کو برقرار اور قائم رکھئے۔

(2) Ly: Keep the original 'l' when adding '-ly' to a word ending in 'l'.
actually, beautifully, cheerfully, finally, really

(۳) Final E Before Vowel : وہ لاحقہ جس کا آغاز حُروفِ عِلّت (Vowel) سے ہو رہا ہو اُسے کسی لفظ کے اَخیر میں لگانے سے پہلے ساکِت یا ساقط الصوت یا معدوُلہ e (Silent 'e') کو گرادیں، ختم کردیں۔

(3) Final E Before Vowel: Drop silent 'e' before a suffix beginning with a vowel.
admir(e)/able, argu(e)/ing, larg(e)/est, enclose(e)/ing, scarc(e)/ity

(۴) Final E Before Consonant: وہ لاحقہ جس کا آغاز حروفِ صحیح (Consonant) سے ہو رہا ہو اُسے کسی لفظ کے اَخیر میں لگانے سے پہلے ساکِت یا ساقِط الصوت یا معدولہ 'e' (Silent 'e') کو برقرار رکھیں۔

(4) Final E Before Consonant: Keep final silent e before a suffix beginning with a consonant.
amazement, atonement, hopeful, fortunately, useful
Exceptions: acknowledgment, argument, awful, duly, judgment, ninth, truly, wholly

(۵) Final Y: اگر کسی لفظ کے اَخیر میں موجود '-Y' سے پہلے کوئی حرفِ صحیح (Consonant) ہو تو کسی لاحقے کا اِضافہ کرنے سے قبل آپ '-Y' کو 'I' سے تبدیل کریں۔

(5) Final Y: If final y is preceded by a consonant, change 'y' to 'I' when you add a suffix.
apply + ed = applied ('Y' changed to 'I'.)
friendly + er = friendlier
noisy + est = noisiest

لیکن اگر لاحقے کا آغاز 'I' سے ہو رہا ہو اور اگر '-Y' سے پہلے کوئی حرفِ علّت (Vowel) ہو تب '-Y' کو 'I' میں تبدیل نہیں کیا جاتا ہے۔

But notice the following forms:
apply + ing = applying
(Y does not change to i if the suffix begins with i.)
play + er = player
(Y does not change to i if y is preceded by a vowel.)

(۶) Doubling Final Consonant—One-Syllable Words: اگر کسی یک حَرکاتی یا یک صدائی (one-syllable) لفظ کے اَخیر میں موجود حرفِ صحیح سے قبل کوئی حرفِ علّت ہو تب اُس آخری حرفِ صحیح کو دوہرا دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر لفظ کے اَخیر میں موجود حرفِ صحیح سے قبل ایک سے زائد حرفِ علّت ہوں تب آخری حرفِ صحیح کو دوہرایا نہیں جاتا ہے۔

(6) Doubling Final Consonant—One-Syllable Words: Note the following correct forms. Each final consonant is preceded by a single vowel.
bat + er = batter
(The final consonant, t, is doubled.)
big + est = biggest
drop + ing = dropping
grin + ed = grinned
What happens when the final consonant is preceded by more than one vowel?
beat + en = beaten
(The final consonant, t, is not doubled.)
sail + ed = sailed
dream + er = dreamer
fool + ish = foolish
foam + ing = foaming

Do you know?

No words in the English language rhyme with "month", "orange", "silver" or "purple".

"Pneumonoultramicroscopicsilicovolcanoconiosis" is the Longest English word in the Englishs 45 letters dictionary it contain.

"Hungry" and "Angry" are the only words in the English language that end in "-gry.

The number 4 is the only number that has the same number of letters in it - FOUR

(۷) Doubling Final Consonant—Words of More Than One Syllable: اگر ایک لفظ ایک سے زائد ارکانِ تہجی یا ہجا میں تقسیم ہوتا ہو یعنی کثیر حرکاتی یا کثیر صدائی ہو اور آخری جُزء کلمہ یا ہجا (last syllable) پر دباؤ، زور یا تکیہ (accent) ہو تب اُس آخری حرفِ صحیح کو دوہرا دیا جاتا ہے۔

(7) Doubling Final Consonant—Words of More Than One Syllable: If a word has more than one syllable and the accent is on the last syllable, the same rule applies as for a one-syllable word.
commit + ed = committed
(The accent is on the last syllable t is doubled.)
control + ing = controlling
equip + ed = equipped
propel + er = propeller
refer + ed = referred

What happens if the word is not accented on the last syllable?
refer + ence = reference
(The accent is not on 'er'; 'r' is not doubled.)

لیکن اگر زور آخری جُزء (last syllable) پر نہ ہو تب آخری حرفِ صحیح کو دوہرایا نہیں جاتا ہے۔-------------------------------

پاکستان کے ضلع بہاولپور میں آئل ٹینکر حادثہ

بہاولپور کے قریب احمد پور شرقیہ میں المناک حادثے نے عید کی خوشیوں کو غم میں بدل دیا، آئل ٹینکر میں لگنے والی آگ نے کئی گھروں کے چراغ گل کر دیئے۔
موصولہ اطلاعات کے مطابق کراچی سے لاہور جانے والا آئل ٹینکر احمد پور شرقیہ سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر تیز رفتاری کے باعث پھسل کر سڑک سے نیچے کھیتوں میں جا گرا اور اس سے تیل رسنا شروع ہو گیا۔
حادثے کے بعد قریبی دیہات سے سینکڑوں افراد جن میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے موقع پر جمع ہو گئے اور تیل جمع کرنے لگے۔ یہ افراد ٹینکر کے گرد جمع تھے کہ اچانک اس میں آگ بھڑک اٹھی جس نے ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ حادثہ اتوار کی صبح ضلع بہاولپور کے علاقے احمد پور شرقیہ کے قریب قومی شاہراہ پر پیش آیا۔

زمین جیسے دس نئے سیارے دریافت

امریکی خلائی ادارے ناسا نے بتایا ہے کہ اس ادارے کے 'کیپلر اسپیس ٹیلی اسکوپ مشن' نے زمین سے ملتے جلتے اور تقریباً ایسی ہی جسامت کے دس نئے سیارے دریافت کیے ہیں جو ممکنہ طور پر رہائش کے قابل ہیں۔
کیا ہم اس کائنات میں تنہا ہیں؟ اس سوال کا جواب کیپلر مشن نے بالواسطہ طور پر دے دیا ہے، اگرچہ ابھی حتمی تصدیق باقی ہے، تاہم غالباً ہماری دنیا ہی ایسا واحد سیارہ نہیں ہے، جہاں زندگی پائی جاتی ہے۔
ناسا نے بتایا ہے کہ نو دریافت شدہ دس سیارے ہماری زمین کی طرح ہی سورج کے گرد گردش کر رہے ہیں اور اپنے اپنے نظام شمسی میں ان سیاروں کا سورج سے فاصلہ بھی تقریباً اتنا ہی ہے جتنا کہ ہماری زمین اپنے نظام شمسی کے سورج سے دور ہے۔ سورج سے نہ ہی بہت زیادہ دور یا بہت زیادہ قریب اس فاصلے کو 'گولڈی لوکس زون' کہا جاتا ہے، جہاں ممکنہ طور پر کسی طرح کی زندگی وجود پا سکتی ہے۔
ان دس میں سے سات سیاروں کا اپنے نظام شمسی کے مدار میں سورج سے فاصلہ بالکل زمین اور ہمارے سورج کے فاصلے جتنا ہی ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ان سیاروں پر کسی زندگی کے شواہد بھی مل چکے ہیں، لیکن ان سیاروں کے 'قابل رہائش' ہونے کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔
کیپلر ٹیلی اسکوپ نے سیاروں کی تلاش کے اپنے چار سالہ سفر کے دوران ممکنہ طور پر 'قابل رہائش' پچاس سیارے تلاش کیے ہیں۔

گوگل کی جانب سے بچوں کے لیے تحفہ

انٹرنیٹ پر مواد میں مسلسل اور تیز رفتار اضافے کے نتیجے میں بچوں کے لیے مخصوص معلومات تلاش کرنے میں دشواریاں بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ اکثر اوقات بچوں کے لیے کی ورڈ سرچ کے نتیجے میں ایسا مواد بھی سامنے آجاتا ہے جو کسی طور پر بھی چھوٹی عمر والے بچوں کے لیے موزوں نہیں ہوتا بلکہ جسے دیکھ کر ان کی سوچ پر منفی اثرات ہی پڑ سکتے ہیں۔ اسی مسئلے کو پیش نظر رکھتے ہوئے گوگل نے بچوں کے لیے ایک بالکل الگ سرچ انجن بنا دیا ہے۔ واضح رہے کہ اس ایڈریس www.kiddle.co جس کا نام 'کڈل' رکھا گیا ہے جبکہ اس کا ویب ایڈریس سے تھوڑا سا مختلف ہے۔ اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ com ہے جو روایتی co کے اختتام پر
سرچ انجن کے ہوم پیج پر ویب، امیج (تصویر)، نیوز (خبریں) اور ویڈیوز کے علاوہ ''انسائیکلوپیڈیا'' کا ایک لنک بھی دیا گیا ہے جس پر کلک کرتے ہی 'کڈل' آپ کو بچوں کے لیے گوگل انسائیکلوپیڈیا کے پیج پر پہنچا دیتا ہے جہاں سرچ باکس کے علاوہ مختلف عنوانات کی ایک طویل فہرست بھی موجود ہے۔
گوگل کا دعوی ہے کہ اس کے انسائیکلوپیڈیا میں سات لاکھ (۷۰۰،۰۰۰) سے زائد معلوماتی تحریریں رکھی گئی ہیں جو بہت ہی آسان اور سادہ انگریزی زبان میں ہیں۔ اگر آپ اپنی مطلوبہ اینٹری سے واقف ہیں تو فہرست میں اس پر کلک کر سکتے ہیں اور اگر دشواری محسوس کر رہے ہیں تو سرچ باکس میں مطلوبہ نام ٹائپ کر کے متعلقہ لفظ (کی ورڈ) کے بارے میں مضامین تلاش کر سکتے ہیں۔

مسجد الحرام پر حملے کی کوشش ناکام

مکہ المکرمہ میں جمعۃ الوداع پر مسجد الحرام پر حملے کے دو بڑے منصوبے ناکام بنا دیئے گئے۔ واقعے کے وقت بڑی تعداد میں مسلمان مسجد مکی میں عبادت میں مصروف تھے۔
سعودی وزارت داخلہ کے مطابق مقام مقدس کو نقصان پہنچانے کی غرض سے تیار منصوبہ دراصل تین مختلف مقامات پر موجود دہشت گرد گروپوں نے تشکیل دیا تھا۔ ان میں ایک گروپ جدہ گورنری جبکہ دو مکہ المکرمہ میں موجود تھے۔
دہشت گرد منصوبہ ناکام بنانے کے لئے سعودی سیکیورٹی اداروں نے پہلی کارروائی مکہ کی العسیلہ کالونی میں کی جبکہ دوسرا آپریشن مسجد الحرام کے نواح میں اجیاد المصافی کالونی میں کیا گیا۔
اجیاد کالونی کے ایک مکان میں چھپے خود کش بمبار نے سیکیورٹی اہلکاروں پر اس وقت فائر کھول دیا جب اہلکاروں نے اسے وارننگ دی کہ وہ خود کو قانون نافذ کرنے والے ادارے کے اہلکاروں کے سپرد کر دے۔ تاہم اس نے یہ حکم ماننے سے انکار کیا اور خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔
اس واقعے میں چھ زائرین اور پانچ سیکیورٹی اہلکاروں کو معمولی زخم آئے۔ سیکیورٹی فورس کے ایک بیان میں بتایا گیا ہے کہ ایک خاتون سمیت پانچ افراد کو حراست میں لے کر ان کے خلاف تحقیقات شروع کر دی گئی ہے۔

ایک ارب پکسل کا ڈرون کیمرہ

ایس کے آئی ڈبلیو اے پی ایس سسٹم نامی یہ کیمرہ حال ہی میں پیرس ایئر شو میں پیش کیا گیا ہے اور اسے کسی بھی اچھے ڈرون پر نصب کیا جا سکتا ہے جو فضا میں بلند ہونے کے بعد ۸۰ کلومیٹر تک وسیع رقبے کا احاطہ صرف ایک تصویر کے ذریعے کر سکتا ہے۔ اسے ماہرین نے 'آسمان میں آنکھ' قرار دیا ہے۔ کیمرے کو ایک وقت میں کئی مقامات پر زوم کر کے کسی بھی جگہ کی تفصیل لی جا سکتی ہے۔ کمپنی کے مطابق یہ اسرائیلی دفاع کے لیے ایک گیم چینجر ایجاد ہے۔ وائڈ ایریا پرسسٹنٹ سرویلنس سولیوشن (ڈبلیو اے پی ایس) سسٹم کے ذریعے ایک وقت میں دس علاقوں کو بھی دیکھا جا سکتا ہے اور براہِ راست کسی بھی مقام کی ویڈیو لی جا سکتی ہے۔ کمپنی کے مطابق اس سے دفاع، قدرتی آفات، فوجی آپریشن سمیت کئی اہم امور میں مدد لی جا سکتی ہے۔ ایس کے آئی ڈبلیو اے پی ایس میں الیکٹرو آپٹک سینسر یونٹ، جدید ترین امیج پروسیسنگ یونٹ اور ان ویڈیوز اور تصاویر کو جمع کرنے والا وسیع اسٹوریج نظام بھی موجود ہے۔
اس کا حاصل شدہ ڈیٹا فوری طور پر کسی بھی دوست طیارے یا زمین پر موجود کنٹرول سینٹر تک بھیجا جا سکتا ہے خواہ وہ مرکز کسی عمارت میں ہو یا کوئی موبائل یونٹ۔ کیمرہ غیر معمولی صورتحال کی فوری اطلاع کئی طریقوں سے پہنچاتا ہے۔

The ABSAAR Monthly Printed, Published and owned by Jalaluddin Mutiullah Quasmi, Printed at SHARP OFFSET PRESS at Kusumba Road, Malegaon(NASHIK) 423203 & Published at S. NO. 65/3,Plot No.2 , Nishat Nagar, Ayesha Nagar Road, Malegaon(NASHIK) 423203 Editor : Jalaluddin Mutiullah Quasmi EMAIL : absaar.urdu@gmail.com